TQ Lesson 199 Surah Namal Ayat 60-93 tafseer

آیت نمبر 60۔ أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ

ترجمہ: بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کا اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی (اِن کاموں میں شریک) ہے؟ (نہیں)، بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چلے جا رہے ہیں

أَمَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ بھلا وہ کون ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو؟ **وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً** اور نازل کیا، اتارا، برسایا تم پر آسمان سے پانی **فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ** پھر اگائے اس پانی کے ذریعے **حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ** باغات رونق والے خوشنما **مَّا كَانَ لَكُمْ** نہیں تھا تمہارے لئے **أَن تُنۢبِتُوا۟ شَجَرَهَا** کہ تم درختوں کو اگا سکتے **أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ** کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود بھی ان کاموں میں شریک ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی ہے **بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ** بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چل رہے ہیں یہی لوگ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رہے ہیں اب دیکھئے آیت نمبر 59 سے لے کر 93 تک 19 جز کی جو آخری آیت ہے اس سے لے کر سورت النمل کی آخری آیت تک ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے نمبر 1- کہ اب سورت النمل کا اختتام ہے نمبر 2- اس میں دعوتِ توحید بڑے زور کے ساتھ بھرپور دلائل کے ساتھ دی گئی ہے زمین سے دلائل ہیں آسمان سے دلائل ہیں اور کائنات سے دلائل دینے کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے انسان کے اپنے نفس سے بھی دلائل دیئے ہیں یعنی آپ یوں بھی کہہ سکتی ہیں آفاقی اور انفسی دلائل پھر اس کے ساتھ نمبر 3- جو منکرین ہیں ان کے انکار کے سبب سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ وہ انکار کیوں کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نمبر 4- رسول اللہ ﷺ کو خاص طور پر تسلی دی ہے کہ اگر لوگ قرآن کا انکار کرتے ہیں آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں تو آپ فکر نہ کریں قرآن پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے اس کو ماننا یا نہ ماننا ان کی ذمہ داری ہے اور ان کے رویے کے مطابق سزا یا جزا دینا ہماری ذمہ داری ہے اور آپ دیکھ لیجئے کہ پیچھے آپ پڑھ بھی چکی ہیں کہ سورت النمل میں اللہ رب العزت نے تین قسم کے کردار پیش کیے تھے تین قسم کی سیرتیں پیش کی تھیں پہلا نمونہ تھا فرعون کا اور سرداران قوم ثمود اور وہ جو سرکش تھے قوم لوط کے۔ دوسرا نمونہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے (سلیمان علیہ السلام کا ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا) اور تیسرا نمونہ تھا ملکہ سبا کا تو یہ تین نمونے اللہ تعالیٰ نے کس لئے پیش کیے کہ نفس کی بندگی اور خواہشات کی غلامی کا جو مرض ہے ان کو چھوڑ کر انسان اللہ کے حضور جوابدہی کا احساس پیدا کرے اہل مکہ کو سمجھایا گیا اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کو سمجھایا گیا کہ آنکھیں کھولو کائنات کے دلائل پکار پکار کر توجہ دلا رہے ہیں کہ انسان شرک کو چھوڑ دے اور ایک اللہ کی غلامی کو قبول کر لے تو اب یہاں پر بھی چونکہ اختتام ہے تو اس لئے اللہ رب العزت اہل مکہ کو دوسری طرف آج کے دور کے انسانوں کو رہتی دنیا کے انسانوں کو متوجہ کر رہے ہیں ان سے پوچھ رہے ہیں کہ کائنات میں بکھری ہوئی نشانیاں تمہیں نظر نہیں آتیں کائنات بولتی ہے کائنات اللہ کا شاہکار ہے اور کائنات کا ایک ایک ذرہ اللہ کی توحید، اللہ کی کبریائی، آخرت کے قائم ہونے پر دلالت کرتا ہے تو ان آیات میں اللہ رب العزت نے سوالیہ انداز اختیار کیا ہے اور آپ دیکھیں گی کہ یکے بعد دیگرے اللہ رب العزت نے پانچ

سوال سامنے رکھے ہیں پہلا سوال وہ ہمیں پتہ چلتا ہے آیت نمبر 60 سے اور اگر آپ آیت نمبر 59 کو دیکھیں تو اس میں بھی کیا ہے کہ ان سے پوچھو اللہ بہتر ہے یا وہ معبود جنہیں یہ لوگ اس کا شریک بنا رہے ہیں **ءَآللَّهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ** کیونکہ اہل مکہ شرک کر رہے تھے تو اللہ رب العزت نے جو باطل معبود ہیں ان کی نفی کی ہے نفی کرنے کے بعد اپنی قدرت کی مثالیں دی ہیں اور یہ آیت نمبر 59 میں جو اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ کون بہتر ہے اللہ یا تمہارے معبود ؟ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے کیا پتہ چلتا ہے کہ جب آپ اس آیت کی تلاوت کرتے تو فوراً اس کے جواب میں کہتے **بَلِ اللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى وَاَجَلْ وَأَكْرَمْ** نہیں بلکہ اللہ ہی بہتر ہے **بَلِ اللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى** اور وہی باقی رہنے والا ہے **وَاَجَلْ** اور وہ جلیل ہے بزرگ ہے **وَأَكْرَمْ** اور برتر ہے کرم والا ہے **بَلِ اللّٰهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى وَاَجَلْ وَأَكْرَمْ** یہ اللہ کے نبی ﷺ کی سنت ہے کہ ہمیں اس کا اس طرح جواب دینا چاہئے۔ پھر اللہ تعالیٰ سوالیہ انداز میں سب کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں سوالیہ انداز انسانوں کو سوچنے سمجھنے پر آمادہ کرتا ہے جمود ٹوٹتے ہیں قفل کھلتے ہیں اور بہت سے اسرار انسان پر کھلتے ہیں اور یہ عربوں کا ایک خاص انداز ہے اور اس انداز میں کیا ہوتا ہے کہ **استفہامیہ** (سوال رکھنا) اور مقصد یہ نہیں ہے کہ سوال ہے تو اس پر جواب بھی چاہئے بلکہ کیا ہے کہ اللہ رب العزت پورے زورِ بیان کے ساتھ قوتِ دلائل کے ساتھ اپنے کمالات اپنے جمالات اپنے کرشمے اپنی قدرت کے جو کارنامے ہیں ان کو سوالیہ انداز میں حقائق کےطور پر پیش کرتے ہیں اور پھر مخاطب کے جواب کا انتظار کیے بغیر آگے بڑھ جاتے ہیں گویا کہ مخاطب تردید کرتا ہے یا اثبات کرتا ہے اس کو چھوڑ کر گویا کہ جیسے ایک **سَیلِ رَواں**(ایسا سیلاب جس میں روانی ہو) ہے بڑا خوبصورت انداز ہے یہاں پر کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہیں، اللہ تعالیٰ کلام کر رہے ہیں بات کہہ رہے ہیں اور زورِ کلام سے سوال رکھنے کے بعد خود ہی جواب دیتے ہوئے آگے چلتے جا رہے ہیں کہ تم بولو تم بولتے کیوں نہیں ہو تم دیکھتے کیوں نہیں ہو تم سنتے کیوں نہیں ہو تم غور کیوں نہیں کرتے ہو **أَمَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ۔** أ کیا **مَّنْ** وہ کون ہے **خَلَقَ** جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اوپر دیکھو نیچے دیکھو ؎ " کھول آنکھ فلک دیکھ فضا دیکھ" تو کیوں اللہ تعالیٰ غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں ؟ اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ غور و فکر کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا **وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً** اور تمہارے لئے نازل کیا اتارا آسمان سے پانی تو کیا کہا جا رہا ہے کہ آسمان سے تمہارے لئے بارش کو نازل کیا پانی کو اتارا **فَأَنۢبَتْنَا بِهِ** اور پھر اگائے اس پانی کے ذریعے **حَدَائِقَ** باغات۔ باغات کے لئے کبھی **جَنَّة** کا لفظ آتا ہے اور کبھی **رَوْضَة** کا لفظ آتا ہے لیکن یہاں پہ **حَدَائِقَ** آیا ہے حدیقہ کی جمع ہے اور ایسے باغ کو کہتے ہیں جس میں گھنے درخت ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گھنے درختوں کی ہی ایک فصیل (دیوار) بن گئی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ویسے ہی باغات کی حفاظت کے لئے ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہو اور آپ دیکھیں کہ گھنے درخت کی قطار ہے یا پھر اس کے گرد دیوار بنی ہوئی ہے تو حدیقہ ایک نہیں حدائق بہت سے باغات اس نے پیدا کیے اور باغات بھی کیسے ہیں؟ **ذَاتَ بَهْجَةٍ** خوشنما ہیں ،خوش منظر ہیں بارونق ہیں سرسبز ہیں بڑے ہی پیارے ہیں تو یہاں پر **ذَاتَ بَهْجَةٍ** دراصل یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اس کی عنایات اس کی ربوبیت کے اظہار کے لئے یہاں پر آیا ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں غورو فکر کرو دیکھو تو سہی ذرا آنکھیں تو کھولو میر تقی میر کیا کہتے ہیں

؎ چلتے ہو تو چمن کو چلئے، کہتے ہیں کہ بہاراں ہے
پات ہرے ہیں، پھول کھلے ہیں، کم کم باد و باراں ہے

تو بڑا اچھا موسم ہے تو چلو باغ کی طرف چلتے ہیں۔ کہ "دل میں آئی کہ چل نکل اور ٹہل کر نظارہ کر"۔ یہاں کے موسم اور یہاں کے حالات کا اگر آپ جائزہ لیں تو یہاں پہ پھولوں کا تحفہ بڑا پسند کیا جاتا ہے بیماری ہے خوشی ہے کوئی کہیں سے آیا ہے بچے والدین کو والدین بچوں کو یا دوست احباب

مختلف اوقات میں پھولوں کا تحفہ پیش کرتے ہیں اور پھول بڑے مہنگے بھی ہوتے ہیں تو یہاں پر بھی کیا ہے کہ یہ جو باغات ہیں یہ پھولوں سے بھرے ہوئے پھلوں سے لدے ہوئے یہ خوش منظر جو نظارے ہیں اللہ رب العزت کیا بتاتے ہیں کہ ان خوش منظر نظاروں پر غور تو کرو توجہ تو کرو کہ ان کو کس نے اگایا تو یہاں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور اپنی قدرت کاملہ کے دلائل دے رہے ہیں اور دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں ایک طرف آسمان سے بارش ہوتی ہے دوسری طرف زمین سونا اگلتی ہے تو پانی کے ذریعے زمین حدائق سے بھر جاتی ہے اور حدائق بھی ایسے جو **ذَاتَ** بَهْجَةٍ ہیں رونق والے ہیں۔ **مَّا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَهَا** پھر اللہ تعالیٰ ایک اور دلیل دیتے ہیں ایک اور سوال کو سامنے رکھتے ہیں کیا کہتے ہیں **مَا كَانَ لَكُمْ** نہیں تھا تمہارے بس میں **أَنْ تُنْبِتُوا** (نباتات سے ہے) کہ تم اگاتے **شَجَرَهَا** اس میں درخت یعنی ان درختوں کو اگانا تمہارا کام ہی نہیں تھا تو گویا کہ اللہ رب العزت متوجہ کر رہے ہیں اور شرک کے اوپر ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہیں ان سے پوچھ رہے ہیں کہ جب تمہارے معبودوں نے نہ آسمان سے بارش نازل کی نہ زمین میں باغات اگائے(اور باغات بھی وہ جو بارونق خوش منظر سرسبز تازہ) پانی اتارا تو جب ان کے بس میں ہی نہیں تھا کہ درختوں کو وہ اگاتے باغات کو وہ اگاتے تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی ان کاموں میں شریک ہے **أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ** یہاں پر آتے آتے بات عروج پر جاتی ہے جیسے تلاوت کریں تو بھی یہاں پر آکے بلندی پر جانا چاہئے اللہ تعالیٰ ایک سوال رکھ رہے ہیں ایک بات پوچھ رہے ہیں کہ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ تمہارے معبود بھی ہیں جو شریکِ عبادت ہونے چاہیں ہے کوئی معبود جس کو تم اللہ کے ساتھ عبادت میں شریک کر سکو **أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ** بار بار آپ اس کی تلاوت کریں سوالیہ انداز ہے بڑا خوبصورت ہے مختصر سا اللہ تعالی نے جواب دیا ہے کہ بتاؤ کہ کائنات کے اندر جو ربوبیت کے کمالات نظر آتے ہیں کس کے ہیں کون ہے جو تمہاری ضرورتوں کو پورا کرتا ہے کون ہے جو آسمان اور زمین کا خالق ہے جو ہواؤں کا خالق ہے جو پانی کا خالق ہے جو نباتات کا خالق ہے تمہارے معبود یا پھر اللہ ، بتاؤ **أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ** کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور ہے جو ان کاموں میں شریک ہے **بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ** بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چل رہے ہیں یہی لوگ ہیں جو کہ اللہ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں تو یہاں پر آپ دیکھئے **يَعْدِلُونَ (ع د ل)** اس کے دو معنی ہیں ایک اگر اس کا مصدر عدل لیا جائے تو اس کے معنی ہیں کہ کیا لوگ عدل کر رہے ہیں اور اگر یہ جو **يَعْدِلُونَ** (عدول جیسے ہوتا ہے حکم عدولی کرنا) تو اگر اس کا مصدر عدول لیا جائے تو معنی کیا ہیں نافرمانی کرنا، شرک کرنا تو اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں پھر یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟ حکم عدولی کرتے ہیں تو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں یہ لفظ **ذوی الاضداد** میں سے ہے عدل کے معنی بھی دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ ظلم کے معنی بھی دیتا ہے ظلم کرنا کیا ہے شرک کرنا بلکہ یہی لوگ ہیں جو راہ راست سے ہٹ کر چل رہے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور پھر یہ بات میرے اور آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ کون ہے وہ کہ اللہ کی طرح اس کی بھی خالقیت کے کرشمے آپ کو نظر آتے ہیں لیکن افسوس کہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معبودوں کو شامل سمجھتے تھے اور آج بھی لوگ شرک کرتے ہیں اور قرآن مجید میں مشرکانہ جو افعال ہیں اس کی تردید کے مضامین بھرے پڑے ہیں جیسے سورت الزخرف آیت نمبر 9 **وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ (9)** اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے آسانوں اور زمین کو پیدا کیا تو وہ ضرور کہیں گے کہ اس زبردست علم والے ہی نے ان کو پیدا کیا ہے پھر سورت الزخرف آیت نمبر 87 میں **وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (87)** پھر اسی طرح سورت العنکبوت آیت 63 میں **وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ** —(63) تو اللہ تعالی کیوں بار بار ایک بات کو

بیان کرتے ہیں تاکہ میں اور آپ غور و فکر کریں تو کائنات کا مشاہدہ توحید کے دلائل اور پھر اپنے آپ کو اللہ کے آگے جھکا دینا اور پھر یہ بات سوچنا کہ میں اور آپ کیا کر رہے ہیں تو دوسرا سوال کیا ہے

آیت نمبر61۔ أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِىَ وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗأَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚبَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ اور وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس کے اندر دریا رواں کیے اور اس میں (پہاڑوں کی) میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (اِن کاموں میں شریک) ہے؟ نہیں، بلکہ اِن میں سے اکثر لوگ نادان ہیں

أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا اور وہ کون ہے جس نے بنایا زمین کو جائے قرار **وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا** اور اس کے درمیان جاری کر دیئے دریا اور اس کے اندر نہریں رواں کر دیں **أَنْهَٰرًا** نہر کی جمع ہے ایک نہر نہیں **أَنْهَٰرًا** بہت سی نہریں **وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِىَ** اور اس نے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں **وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ** اور حائل کر دیئے، بنا دیئے **بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ ۗ**دو سمندروں کے درمیان ،پانی کے دو ذخیروں کے درمیان کیا چیزیں اللہ تعالی نے حائل کر دیں **حَاجِزًا** یہ اسم فاعل ہے **(ح ج ز)** سے ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں اوٹ ،پردہ، رکاوٹ تو اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں کہ زمین پر غور کرو اب دوسرا سوال ہے زمین سے متعلق اور **قَرَارًا** یہ اسم مصدر ہے اس کے معنی کیا ہیں کہ زمین کو قرار کا ذریعہ بنایا زمین کو ٹھہرنے والا بنا دیا اور اگر آپ غور کریں تو زمین کے بارے میں کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ زمین کس کے گرد چکر لگاتی ہے سورج کے گرد تو یہاں پر اللہ تعالی نے بڑی خوبصورت بات بتائی کہ یہ عظیم الجثہ کرۂ زمین جو گول ہے یہ اللہ تعالی کی وسیع کائنات میں معلق ہے ہمارے لئے جائے قرار ہے لیکن سورج کے گرد یہ چکر لگاتا رہتا ہے کبھی آپ نے غور کیا کہ ایک چیز چل بھی رہی ہو اب زمین چل رہی ہے کیا آپ کو اس کے چلنے کا احساس ہوتا ہے آپ کو پتہ چلتا ہے؟ نہیں اگر کسی چیز کا پتہ چلے کہ وہ چل رہی ہے اور آپ اس پر چل رہے ہیں تو خود بھی چکر آنے شروع ہوجاتے ہیں گویا کہ ایسے لگتا ہے کہ انسان گھومنا شروع ہو گیا ہے تو یہاں پہ اللہ تعالی کی جو قدرت ہے اس کو سمیٹ کر ہمارے سامنے رکھ دیا گیا ہم سب کو غور و فکر کی دعوت دی گئی اور اللہ رب العزت نے زمین کے جائے قرار ہونے کی 6 توجیہات میرے اور آپ کے سامنے رکھی ہیں پہلی توجیہ جو ہمارے سامنے آتی ہے وہ کیا ہے؟ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ زمین کو جب جائے قرار بنایا **وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا** تو اس کے اندر پانی رواں کر دیا زمین کا اکثر حصہ سمندر ہے اب زمین گول ہونے کے باوجود پانی اس سے گر نہیں جاتا کتنا حصہ پانی ہے؟ تین حصہ پانی ہے اور ایک حصہ خشکی ہے لیکن آپ دیکھیں کہ پھر بھی پانی اس زمین سے گر نہیں جاتا اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ ہماری زمین میں کشش ثقل موجود ہے جس کی وجہ سے چیزیں زمین پر گر تو سکتی ہیں لیکن وہ کہیں اور نہیں گرتیں یا ہم زمین سے گر کر یوں ہی پانی میں چلے نہیں جاتے اسی طرح آپ دیکھیں کہ آبی بخارات ہیں گیسیں ہیں تو وہ بھی زمین سے اوپر ہیں تو یہ ساری چیزیں ہمیں کیا بتا رہی ہیں کہ ہماری زمین سورج کے سامنے رہتے ہوئے اپنے محور کے گرد تقریباً 1000 میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھوم رہی ہے اور اس کا چکر ایک دن رات یا 24 گھنٹوں میں پورا ہو جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ ہماری زمین سورج سے 9 کروڑ 30 لاکھ میل دور ہے اور اس کے گرد بھی ایک سال میں ایک گردش پوری کرتی ہے۔ تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے 24 گھنٹوں میں اس کا ایک چکر پورا ہوتا ہے دوسرا وہ سورج کے گرد گھومتی ہے اور وہ ایک سال میں اپنی گردش پوری کرتی ہے تو محور کے

گرد جب گھومتی ہے تو دن رات میں تبدیلی آتی ہے جب سورج کے گرد گھومتی ہے تو آپ دیکھ لیں کہ سال میں موسموں کا تغییر اور بہت سی چیزیں میرے اور آپ کے سامنے آتی ہیں تو یہ جو گردشوں میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو جکڑ رکھا ہے وہ گھوم رہی ہے کبھی محور کے گرد کبھی سورج کے گرد لیکن یہ کہ ہم بڑے آرام سے زمین کو کھودتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے جائے قرار ہے ہم اس میں سوتے ہیں محل اور گھر بناتے ہیں ہم آرام سے اس میں چلتے پھرتے ہیں زندگی کو بسر کرتے ہیں لیکن ہمیں اس سے کوئی تکلیف اور مشکل نہیں ہوتی اور ہمیں حدیث سے بھی یہ بات پتہ چلتی ہے **مفہومِ حدیث** کہ ہماری زمین پہلے ان گردشوں کی وجہ سے ہچکولے کھاتی تھی تو اللہ تعالی نے اس کے اوپر پہاڑ رکھ دیئے پھر زمین ہچکولے کھانا بند ہو گئی اور زمین میرے لئے اور آپ کے لئے اور کائنات کی دوسری چیزوں کے لئے جائے قرار بن گئی تو یہ جو باتیں ہیں کہ زمین کو اللہ تعالی نے جائے قرار بنا دیا **وَجَعَلَ خِلَٰلَهَآ أَنْهَٰرًا** کہ اس کے اندر پانی رکھ دیا ،دریا رواں کر دیئے **وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِيَ** اور اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں یہاں پہ **رَوَٰسِيَ** کا لفظ استعمال ہوا ہے **رَوَٰسِيَ (ر س و)**اور اس کے معنی ہیں کہ ایسی چیز جو گڑی ہوئی ہو، جو جمی ہوئی ہو جو بڑی استوار ہو مضبوط ہو تو خیموں کی میخوں کی مانند پہاڑ اس سلسلے میں سائنس کیا کہتی ہے کہ زمین میں ارضیات میں تہہ در تہہ ہوئی ہیں کیسے؟ زمین کے اوپری حصہ میں بل پڑنے کی وجہ سے اس میں پہاڑی سلسلے ہیں ہماری زمین کا جو اوپری حصہ ہے اس کو " **قشر"** بھی کہتے ہیں یہ کسی ٹھوس چھلکے کی طرح ہے اور کرۂ زمین کی اندرونی جو سطحیں ہیں جو پرتیں ہیں یہ نہایت گرم اور مائع ہیں یہی وجہ ہے کہ زمین کا جو اندر کا حصہ ہے وہاں پہ کوئی بھی انسان زندہ نہیں رہ سکتا انسانی زندگی کے لئے وہ حصہ غیر مناسب ہے اور پہاڑ جو مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں ہماری زمین پر تو اصل میں زمین کے چھلکے پر بل پڑنے کی وجہ سے یہ عمل بہت گہرا ہے اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ زمین تہہ ہوئی ہے اور پہاڑ بن گئے ہیں یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں کہتے ہیں کہ اس کی موٹائی 2 کلومیٹر سے لے کر 35 کلومیٹر تک ہے اور اس میں پہاڑ میخوں کا کام کرتے ہیں اور چونکہ اس زمین کا چھلکا پتلا ہے اس کی وجہ سے زمین ہلتی ہے اس کے ہلنے کا قوی امکان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پہاڑ جب اس میں جما دیئے تو کیا ہے کہ وہ زمین کو تھام لیتے ہیں اور وہ زمین میں میخوں کی طرح گڑے ہوئے ہیں **أَلَمْ نَجْعَلِ ٱلْأَرْضَ مِهَٰدًا (6) وَٱلْجِبَالَ أَوْتَادًا** **(6,7**- سورت النباء) آپ پڑھیں تو **أَوْتَادًا** کا مطلب کیا ہوتا ہے میخیں ،کیل جیسے خیمے کو باندھنے کے لئے میخیں لگائی جاتیں ہیں اسی طرح ہماری زمین جو تہہ در تہہ ہے سلوٹوں کی گہری پوشیدہ بنیادیں ہیں اسی کو پہاڑوں کا نام دیا جاتا ہے تو یہ ہیں پہاڑ جن کو اللہ تعالیٰ نے گاڑ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَجَعَلْنَا فِى ٱلْأَرْضِ رَوَٰسِيَ أَن تَمِيدَ بِهِمْ**———-(31- سورت الانبیا) ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیئے تاکہ وہ تمہیں لے کر ڈھلک نہ جائے ادھر ادھر نہ ہو جائے۔ تو آپ سوچ لیجئے کہ بار بار اللہ تعالیٰ یہ بات بتاتے ہیں کہ زمین میں پہاڑ مضبوط کیلوں کی طرح گڑے ہوئے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَٱلْجِبَالَ أَرْسَىٰهَا (32**- سورت النازعات) اور پہاڑ اس میں گاڑ دیئے

پاور پوائنٹ :

موجودہ سائنس کی تحقیق سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ زمین کے اندر پہاڑ تین حصے ہیں اور ایک حصہ ہے جو اوپر نظر آتا ہے تین حصے زمین کے اندر ہیں قرآن پاک ہماری توجہ پہاڑوں کے ایک اہم جغرافیائی عمل کی طرف کرتا ہے اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ وہ مخلوق کو لے کر ہل نہ سکے جیسا کہ دیکھا گیا اس آیت میں بیان کیا گیا پہاڑوں کے ذمہ زمین کو دھچکوں سے بچانا ہے اس حقیقت کو جس وقت قرآن پاک نازل ہوا کوئی نہیں جانتا تھا حقیقتاً یہ بات حال ہی میں جدید جغرافیہ کی مدد سے روشن ہوئی ہے ان معلومات کے مطابق پہاڑ زمین کی عظیم چادروں کی حرکت اور ٹکراؤں سے اٹھتے

ہیں جب دو چادریں ٹکراتی ہیں تو طاقت ور دوسری کے اندر کھسک جاتی ہیں اوپر والی تہہ دوہری ہو کر پہاڑ کی شکل اختیار کر لیتی ہے زیریں تہہ نیچے کی طرف گہری طوالت میں چلی جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ پہاڑوں کا نچلا حصہ بھی اتنا ہی لمبا چوڑا ہوتا ہے جیسا کہ وہ حصہ جو زمین پر نظر آتا ہے سائنس میں پہاڑوں کا ڈھانچہ اس طرح بیان کیا گیا ہے جہاں براعظم زیادہ گنجان ہوں جیسا کہ پہاڑی سلسلوں میں زمین کا خول گہرا ہو جاتا ہے اس ایک آیت میں پہاڑوں کی اس صفت کو میخوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں؟ پہاڑ دوسرے الفاظ میں زمین کی سطح کے بالائی اور زیریں حصوں میں پھیل کر زمین کی چادروں کو کڑ کڑا کر ملا دیتے ہیں اس طرح زمین کے خول کو محفوظ کر کے بہنے سے بچاتے ہیں مختصراً ہم پہاڑوں کو کیلوں سے تشکیل دے سکتے ہیں جو لکڑی کی دو چادروں کو جوڑیں۔ پہاڑوں کے اس عمل کو **(ہم تَوازُنِیَت)**کہتے ہیں زمین کے خول میں عموماً توازن زیر سطح دباؤسے ہونے والے چٹانی بہاؤ سے برقرار رکھا جاتا ہے پہاڑوں کا یہ اہم کردار جو جدید جغرافیائی تحقیقات سے دریافت کیا گیا قرآن پاک میں صدیوں پہلے منکشف کیا گیا اور ہم نے زمین میں مضبوطی سے پہاڑ بنائے تاکہ وہ اس کو لے کر ہل نہ سکے اس آیت میں ہمیں آگاہ کیا گیا کہ پہاڑ جیسا کہ ہمیں دکھائی دیتے ہیں ساکت نہیں ہیں اور مستقل حرکت میں ہیں اور آپ پہاڑوں کو دیکھ کر اپنی جگہ جمے ہوئے خیال کرتے ہیں لیکن وہ بھی بادل کی طرح اڑتے پھریں گے یہ ہے صفت اللہ کی جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سے باخبر ہے۔ پہاڑوں کی حرکت کی وجہ اس زمینی تہہ کی حرکت ہے جس پر وہ واقع ہیں زمین کی تہہ اپنی اوپر کی سطح پر ایک طرح سے بہہ جاتی ہے جو مہلک ہے بیسویں صدی کے آغاز میں تاریخ میں پہلی مرتبہ **الفریڈ ویگنر** نامی سائنسدان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ زمین کے ابتدائی زمانے میں براِعظم آپس میں جڑے ہوئے تھے بعد ازاں ایک دوسرے سے جھڑ کر الگ سمتوں میں چلے گئے اور اس طرح جدا ہو گئے سائنسدان **ویگنر** کی موت کے پچاس سال کے بعد یہ سمجھ پائے کہ **ویگنر** درست تھا بیسویں صدی کے آغاز میں ہونے والی جغرافیائی تحقیقات سے دریافت ہوا اور زمینی خول کی حرکات سائنسدانوں نے اس طرح بیان کی کہ زمینی خول کے لبادے کا بالائی حصہ جس کی چوڑائی تقریباً 100 کلومیٹر ہے ایسے ٹکڑوں میں منقسم ہے جو چادر کہلاتی ہے ان میں 6 بڑی چھوٹی چادریں ہیں پلیٹ ٹیکٹونکس**(ساختمانی تختیاں)** نامی نظریے کے مطابق یہ چادریں زمین پر اپنے ساتھ براعظموں اور سمندروں کو لے کر حرکت میں رہتی ہیں براعظموں کی حرکت 1 سے 5 سنٹی میٹر سالانہ ناپی گئی ہیں جیسے جیسے چادریں آگے بڑھیں گی یہ زمین کی جغرافیائی حالت میں آہستہ تبدیلی لائیں گی مثال کے طور پر بحر اوقیانوس ہر سال کچھ چوڑا ہو جائے گا یہاں ایک بہت اہم نکتہ جو بیان کیا گیا ہے کہ اللہ نے پہاڑوں کی حرکت کو اس آیت میں بہاؤ سے مناسبت دی ہے آج جدید سائنس بھی اس حرکت کے لئے براعظموں کے بہاؤ کی ترکیب استعمال کرتی ہے بلاشبہ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ وہ سائنسی حقیقت جو حال ہی میں دریافت ہوئی قرآن پاک میں اعلانیہ کہی جا چکی ہے۔ تو آپ نے پاور پوائنٹ بھی دیکھی پہاڑوں کے مقاصد (function of mountain) تو اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں **وَجَعَلَ لَهَا رَوَٰسِيَ** اور اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تو **وَجَعَلَ بَيۡنَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ حَاجِزًاۗ** اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے تو بحرین دو سمندر **حَاجِزًا** پردے حائل کر دیئے اور آپ پہلے بھی اس بات کو پڑھ چکیں ہیں کہ میٹھے اور کھاری پانی کے ذخیرے اس زمین میں موجود ہیں اور میٹھے اور کھاری پانی کے جو ذخیرے ہیں وہ آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے غلط ملط نہیں ہوتے ایک ہی علاقے میں زیر زمین میٹھے اور کھاری پانی کے جو سوتے ہیں وہ چلتے ہیں اور کیا ہوتا ہے کہ کھاری پانی الگ اور میٹھا پانی الگ اور کیا ہوتا ہے کہ کھاری پانی کے سمندر تک میں بعض مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے

رواں ہوتے ہیں اور ان کی دھار سمندر کے پانی سے اس طرح الگ ہوتی ہے کہ بحری مسافر اس میں سے پانی پینے کے لئے میٹھا پانی حاصل کر سکتے ہیں تو یہاں سے بھی ہمیں پھر کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ رب العزت نے **ٱلْبَحْرَيْنِ** دو طرح کے پانی میٹھا اور کھاری پانی بنایا اور ان کے درمیان پھر **حَاجِزًا** ایک رکاوٹ کھڑی کر دی اسی طرح آپ دیکھئے۔ **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (19) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (20-** سورت الرحمٰن) دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔ تو اس سے بھی ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالی نے ایک رکاوٹ پانی کے اندر ایسے قائم رکھی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ملتے نہیں ہیں ساتھ ساتھ چلتے ہیں تو **مَرَجَ** کا لفظ ہمیں ملتا ہے مرج کے معنی کیا ہیں ؟ کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے ملتے ہیں اللہ تعالی نے ان کو چھوڑ دیا ہے کہ وہ آپس میں باہم مل جائیں لیکن پھر بھی ایک پردہ ہے کہ وہ دوسرے کے ساتھ گڈ مڈ نہیں ہوتے اپنے ایک تسلسل کے ساتھ وہ دونوں پانی آپس میں ملتے بھی ہیں لیکن آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے یہ کیا ہے یہ اللہ تعالی کا معجزہ ہے ہمیں کوئی ایسی قوت نظر نہیں آتی کوئی ہمیں ایسی دیوار نظر نہیں آتی جو دو پانیوں کے درمیان ہے لیکن پھر بھی پانی اپنی اپنی جگہ پر چلتے رہتے ہیں جیسے آپ پہلے بھی اس بات کو پڑھ چکی ہیں سورت الفرقان میں اللہ رب العزت نے کیا فرمایا تھا **وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَحْجُورًا (53)** یہ ساری اللہ کی قدرت کی ثناعیاں ہیں کاریگریاں ہیں یہ اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں سائنس تو آج اس کی تائید کرتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں کہ اتنا عرصہ پہلے قرآن نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے کہا **وَجَعَلَ بَيْنَ ٱلْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ** کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے **بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے تو یہاں پر اللہ تعالیٰ نے زمین کے جائے قرار ہونے کی 6 توجیہات پیش کی ہیں تو اس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ وہ 6 جو توجیہات ہیں وہ کون کون سی ہیں جو ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے پیش کی ہیں ان 6 میں سے پہلی بات میں آپ کو بتا بھی چکی کہ **نمبر 1.** وجہ زمین سورج کے سامنے رہتے ہوئے اپنے محور کے گرد چکر لگاتی ہے جس سے دن اور رات کی تبدیلی ہوتی ہے (ہم سب کو یہ چیز نظر آتی ہیں یعنی دن اور رات میں جو تبدیلی ہے) پھر **نمبر 2-** وجہ کیا ہے کہ زمین سورج کے گرد چکر لگاتی ہے جس سے موسم بدلتے ہیں اور **نمبر 3-** بات کیا ہے کہ زمین ہمیشہ اگر سورج کے سامنے رہتی تو زمین کے نصف حصے پر ہمیشہ دن ہی چڑھا رہتا اور باقی نصف پر ہمیشہ رات ہی رہتی تو پوری کی پوری زمین پر انسان زندہ نہ رہ سکتے جانور زندہ نہ رہ سکتے نباتات زندہ نہ رہ سکتے تیسری بات کیا ہے کہ اللہ تعالی نے رات اور دن کا نظام قائم کر کے تمام مخلوقات کے لئے اس کو جائے قرار بنا دیا **نمبر 4-** کہ زمین سے سورج کا ایک خاص فاصلہ ہے اگر اس سے ذرا سا کم ہو جاتا یا ذرا سا زیادہ ہو جاتا پھر کیا ہوتا کہ کمی کی صورت میں شدت اور تپش زیادہ ہو جاتی اور لوگ مر جاتے تباہ ہو جاتے یا پھر یہ کہ زیادتی کی شکل میں اتنی شدید سردی ہوتی کہ انسانیت ٹھٹھر جاتی سب چیزیں ٹھٹھر کر ختم ہو جاتیں۔ جیسے مثلاً آپ دیکھیں برف کا موسم آ گیا باہر آپ کے جو پھول پتے پودے درخت تھے اب کیا ہوا سب مرجھا گئے ایک دم ان پر موت طاری ہو گئی (یہ **چوتھا** پہلو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور سورج کا ایک مناسب فاصلہ برقرار رکھا ہے) **نمبر 5-** کیا ہے کہ ہماری زمین سورج کے گرد ایک خاص زاویہ کے مطابق گھوم رہی ہے جس سے ایک تو دن اور رات کے اوقات میں تبدیلی ہوتی ہے یعنی کبھی دن بڑے ہونے شروع ہو جاتے ہیں کبھی راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں اور پھر اسی سے بہت سے موسم آتے ہیں جیسے سردی کا ،گرمی کا بہار کا خزاں کا ،برسات کا پھر اسی طرح مختلف موسموں میں مختلف فصلیں پکتی ہیں مختلف پھل پیدا ہوتے ہیں یہ بھی کیا ہے کہ یہ بھی اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے تو یہ سارا

کچھ کس نے پیدا کیا ؟ اللہ تعالی نے پیدا کیا اور اگر اللہ تعالی اس کو پیدا نہ کریں تو اگر اللہ تعالی ہمارا یہ نظام نہ بنائیں تو پھر کیا ہوگا ہم زمین میں رہ نہیں سکتے ہم اپنی ضروریات زندگی کو پا نہیں سکتے **نمبر 6-** یہ ہے کہ ہماری زمین سے اوپر 500 سے 600 میل کی بلندی تک کثیر ہوا کا ایک کرہ اللہ تعالی نے بنایا ہوا ہے جس کی وجہ سے زمین جو آسمانی (فضائی) مصیبتیں ہیں اس سے محفوظ رہتی ہے اور موجودہ تحقیق کے مطابق تقریبا 2 کروڑ شہاب ثاقب روزانہ 30 میل فی سیکنڈ کی تیز رفتاری سے ہماری زمین کا رخ کرتے ہوئے گرتے ہیں مگر وہ ہوائی کرے میں جب پہنچتے ہیں جو ہماری زمین سے اوپر ہوائی ایک کرہ ہے تو ان میں آگ لگ جاتی ہے وہ وہیں ختم ہو جاتے ہیں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے بڑی جسامت والا جو شہاب ثاقب ہے وہ زمین پر جب گر پڑتا ہے تو زمین میں گہرا گڑھا ڈال دیتا ہے) کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے جب اللہ کو منظور ہوتا ہے تو ہوائی کرہ اس کو محفوظ نہیں کرتا ہے تو وہ زمین پر جب گرتا ہے تو گڑھا ڈال جاتا ہے) تو اگر اللہ تعالی یہ ہوائی کرے کا نظام قائم نہ کرتے تو زمین پر شہاب ثاقب گرتے پھر کیا ہوتا تو ہماری زمین ہمارے لئے جائے محفوظ نہیں بن سکتی تھی تو بہت سے پہلو ہیں جو مزید میرے اور آپ کے سامنے وقت کے ساتھ ساتھ آ رہے ہیں لیکن پھر بات وہی کہ قرآن سائنس کا محتاج نہیں ہے کہ سائنس اس کو ثابت کرے تو زمین کو اللہ نے جائے قرار بنایا کچھ باتیں یہاں پر موجود ہیں چھ میں سے آپ ان پر غورو فکر کریں تو آپ کے سامنے آتی ہیں اور اس کے اندر دریا رواں کر دیئے اور اس نے پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں اور پانی کے دو ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے تو یہاں پر ہمیں دریا ، پہاڑ ، پانی کے ذخیرے جو ہیں اس کے دلائل نظر آتے ہیں کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے کیا کوئی اور معبود بھی ہے اہل مکہ کو غورو فکر کی دعوت دی جا رہی ہے **أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ** کہ اہل مکہ تم جواب دو کہ تم نے اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کیوں بنا رکھے ہیں اور میں اور آپ اپنے آپ سے بھی پوچھیں اپنے آپ سے بھی سوال کریں کہ ہم اس دنیا میں رہتے ہوئے پھر ایک اللہ کی بندگی کیوں نہیں کرتے اور وہ لوگ جو شرک کرتے ہیں ان کے سامنے بھی یہ سوال ہے کہ یہ سارے کام کس نے کیے اور آپ دیکھیں کہ یہ جو سائنس کے انکشافات ہیں جو آنکھیں کھول دینے والے ہیں جو میرے اور آپ کے اندر ایک انقلاب پیدا کرتے ہیں تو اتنے سال پہلے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ بات کہہ دی۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ان کاموں میں شریک ہے؟ **بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** بلکہ ان میں سے اکثر لوگ علم ہی نہیں رکھتے تو پہلی چیز کیا ہے؟ آپ نے آیت 60 کے آخر میں پڑھا کہ وہ شرک کرتے ہیں راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں تو شرک کرنا اور راہ راست سے ہٹنا اس کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ کہ لوگوں کے پاس علم نہیں ہوتا تو علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے تیسرا سوال ہے

آیت نمبر 62- أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ

ترجمہ۔ کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو

کون ہے جو جواب دیتا ہے **أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ** مضطر کا **إِذَا دَعَاهُ** جب وہ اسے پکارے **وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ** اور اس کی تکلیف کو ہٹا دیتا ہے رفع کر دیتا ہے **وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ** اور وہ کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے ،اگلوں کو بھیج کر پچھلوں کو زمین پر جاری اور ساری کر دیتا ہے **أَءِلَٰهٌ**

مَّعَ ٱللَّهِ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے **قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ** تم لوگ کم ہی سوچتے ہو تم لوگ کم ہی نصیحت کو قبول کرتے ہو اب آپ دیکھئے اب یہاں پر جو ہے وہ تیسرا سوال ہمارے سامنے رکھا گیا ہے اور وہ کیا ہے کہ انسان پر مشکل اوقات بھی آتے ہیں انسان مصیبتوں تلے آزمائشوں تلے دب جاتا ہے تو لوگوں مصیبتوں کو ٹالنے والا کون ہے جب مشکل آتی ہے، جب بیمار ہوتے ہو، جب کشتی سمندر میں ہچکولے کھاتی ہے جب تمہارا جہاز ڈوبنے لگتا ہے ،جب بیماری بڑھ جاتی ہے ،جب قحط آتا ہے، جب تیز ہوائیں چلتی ہیں، جب آندھیاں آتی ہیں جب مصیبتوں میں گھر جاتے ہو تو پھر کیا ہوتا ہے **ٱلْمُضْطَرَّ** بن جاتے ہو **مضطر** ہوتا کیا ہے ؟ یہ **(ض ر ر)** ضرر سے ہے نقصان کے لئے ہے **المضطر** اسم فاعل ہے اس کے معنی ہیں جس کو نقصان پہنچ رہا ہو (**المضطر** جو اضطراری کیفیت میں ہے یعنی ضرورت سے مجبور ہونا ایسی ضرورت ہے کہ مجبور ہوگئے، بے قرار ہوگئے تو ضرورت سے مجبور اور بے قراری کی کیفیت کو اضطراری کیفیت کہا جاتا ہے) اور جب انسان اضطراری کیفیت میں ہوتا ہے اس کا کوئی سہارا نہیں ہوتا اس کا کوئی مددگار نہیں ہوتا وہ شخص مضطر ہوتا ہے جو سب دنیا کے سہاروں سے مایوس ہو جائے آپ اس بات کو چشمِ تصور میں لائیں کہ سمندر میں پانی طغیانی پہ ہے ہوائیں بڑی تیز ہیں کشتی اور بحری جہاز ہچکولے کھا رہے ہیں اور قریب ہے کہ وہ کشتی ڈوب جائے اور جب ڈوبنے والا ڈوب رہا ہوتا ہے جہاز بھی ڈوب رہا ہے اس کے اندر کے لوگ بھی ڈوب رہے ہیں اور ایسے میں انسان کس کو پکارتا ہے کس کو یاد کرتا ہے کس کو آوازیں دیتا ہے صرف اور صرف اللہ کو جب اس کو کوئی امید نظر نہیں آتی کوئی سہارا نظر نہیں آتا کوئی مددگار نظر نہیں آتا بہت ہی انسان پریشان حال ہوتا ہے تو اس وقت وہ مضطر کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ مضطر ہی ہوتا ہے جو کیا کرتا ہے ؟فریادیں کرتا ہے جو دعائیں مانگتا ہے کہ اے اللہ تو میری اس مصیبت کو مجھ سے دور کر دے میری اس پریشانی کو مجھ سے ہٹا دے میری بے قراری جو میری مصیبت کی وجہ سے میرے اندر پیدا ہو گئی ہے اللہ تو میری بے قراری کو قرار میں بدل دے اور آپ کو پتہ ہے بے قراری کی کیفیت بڑی تکلیف دہ ہوتی ہے دوسرا شخص نہیں سمجھ رہا ہوتا جو شخص بے قرار ہوتا ہے اور اس کی بے قراری کی جو وجہ ہوتی ہے وہی جانتا ہے اور اہل مکہ جو تھے وہ کیا کرتے تھے کہ جب ان پر سخت مصیبت آتی تھی تو اس وقت اپنے دیوتا کو نہیں پکارتے تھے ان کو پتہ تھا کہ ہمارے دیوتا ہمارے معبود نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان نہ ہماری جو فریاد ہے اس کی فریاد رسی پر وہ قدرت رکھتے ہیں نہ وہ ہمارے دکھ درد کا ازالہ کر سکتے ہیں تو پھر وہ کیا کرتے تھے صرف اور صرف وہ اللہ رب العزت کو پکارتے تھے تو یہاں پر بھی اللہ رب العزت پوچھ رہے ہیں تیسرا سوال ہے کہ جب دنیا کی زندگی میں تم پر مصیبتیں اور تکلیفیں آتی ہیں ، بیماریاں آتی ہیں، زمین تمہاری بنجر ہو گئی ، نوکری چھوٹ گئی، اولاد نہیں ہے اور سفر میں تم کسی مصیبت میں گھر گئے ہو سمندر میں طغیانی آگئی ہے پھر تم کس کو پکارتے ہو **أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ** وہ اللہ ہی تو ہے وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب وہ اس کو پکارے **وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ** اور وہ **ٱلسُّوٓءَ** کو اس سے ہٹا دیتا ہے اور **ٱلسُّوٓءَ** سے کیا مراد ہے **ٱلسُّوٓءَ** سے مراد ہر طرح کی تکلیف ہے رزق نہیں مل رہا ،زمین بنجر ہے، قحط ہو گیا ہے ، بیماری آگئی ہے ،اولاد نہیں ہے اور کوئی اچانک ناگہانی مصیبت انسان پر آ پڑی ہے تو اس وقت انسان **ٱلْمُضْطَرَّ** کی کیفیت میں ہوتا ہے اور دعا مانگتا ہے فریاد کرتا ہے اور مضطر کی دعا میں اخلاص بڑا ہوتا ہے کوئی سہارا نظر نہیں آرہا اور اس کے اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں اور آپ دیکھ لیں انسان کے عملوں کا سرمایہ اخلاص ہے اور اخلاص کیا ہے کہ صرف اللہ کو اپنا کارساز سمجھا جائے مکہ کے کافر بھی جب مضطر بنتے تھے تکلیف میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ آپ کو یاد ہے

نا کہ جب وہ سمندر میں تھے طوفان آیا کشتی ڈوبنے لگی اب جو کشتی کا ملاح تھا اور لوگ تھے وہ کہنے لگے کہ اپنے خداؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ کو پکارو تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا تھا کہ تم مجھے سمندر سے خشکی کی طرف لے چلو کیوں خشکی کی طرف لے چلو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ توحید کا نکتہ جو مجھے خشکی پہ سمجھ نہیں آیا وہ سمندر کی طغیانیوں میں سمجھ میں آیا کہ جو اللہ ان طوفانوں سے بچا سکتا ہے تو خشکی پہ بھی وہ ہی مدد کر سکتا ہے ـــ **فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ** (65۔ سورت العنکبوت) قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ یہ بات بار بار بیان کرتے ہیں **مفہومِ حدیث۔** اسی طرح ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں جس میں کوئی شک نہیں ایک مظلوم کی دعا ہے دوسرے مسافر کی دعا ہے تیسرے باپ جو اپنی اولاد کے لئے بددعا کرے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کیونکہ یہ تین دعائیں دعائے مضطر ہیں امام قرطبی رحمہ اللہ نے تو اس حدیث کو دعائے مضطر میں لکھا ہے کیونکہ مظلوم کی دعائیں اللہ قبول کر لیتا ہے۔ **مفہوم حدیث قدسی۔** اور اللہ تعالی کا یہ ارشاد بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے میں مظلوم کی دعا کو کبھی رد نہیں کروں گا اگرچہ وہ کسی کافر کے منہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ تو اصل بات کیا ہے کہ دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں ؟ کیونکہ ان کے اندر اخلاص نہیں ہے "توجہ الی اللہ" نہیں ہے اور کونسی دعائیں قبول ہوتی ہیں جب انسان بہت تکلیف میں ہوتا ہے اور خاص طور پر اللہ کی طرف رجوع کر کے دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالی کہتے ہیں کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے **وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ ٱلْأَرْضِ** اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے اس کا کیا مطلب ہے اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ نسل کے بعد دوسری نسل ایک قوم کے بعد دوسری قوم کا اٹھنا اور دوسرا یہ کہ تم کو زمین میں فرماں روائی کے اختیارات کس نے دیئے ہیں **أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ** کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی ہے **قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ**

تم لوگ کم ہی سوچتے ہو تم لوگ کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو نصیحت حاصل کرتے ہو تو آپ دیکھ لیں کہ انسان کیوں شرک کرتا ہے کیوں کہ علم پاس نہیں ہے اور علم ہی کے ذریعے نصیحت حاصل ہوتی ہے تو علم پاس نہ ہو تو پھر ذکر بھی نہیں ہوتا اللہ کو یاد بھی نہیں کیا جا سکتا پھر انسان سوچتا بھی نہیں ہے چوتھا سوال ہے

آیت نمبر 63۔ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری لے کر بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دُوسرا خدا بھی (یہ کام کرتا) ہے؟ بہت بالا و برتر ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں

أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ اور کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہ جو چوتھا سوال ہے اس میں کیا بات ہمارے سامنے آئی کہ خشکی اور سمندر میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رہنمائی کا انتظام کیا ہے کیسے انتظام کیا ہے؟ ستاروں کے ذریعے کہ رات کے اندھیرے میں ستارے روشنی کرتے ہیں ہمیں اپنا راستہ نظر آتا ہے ہم منزل مقصود کا تعین کرتے ہیں پھر اس کے علاوہ دن کے وقت اگر ہم دیکھیں تو زمین کی مختلف علامتیں ہیں کہیں پہاڑ ہیں کہیں درخت ہیں مختلف نشانیاں ہیں جس سے ہمیں راستہ نظر آتا ہے اسی طرح سورج کا طلوع اور غروب ہونا اس سے بھی سمتوں کا تعین ہوتا ہے روشنی سائے گر رہے ہیں پھیل رہے ہیں سمٹ

رہے ہیں تو تاریکیوں میں رات کے وقت تاروں سے رہنمائی حاصل کرنا جیسے سورت النحل میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **وَعَلَٰمَٰتٍ ۚ وَبِٱلنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (12)** اور دن کے وقت سورج کی روشنی اور بہت سی جو کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں بکھیر رکھتی ہیں ان سے ہم رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ **وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ** اور کون ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، روانہ کرتا ہے ہواؤں کو اور ہوائیں کس حال میں آتی ہیں **بُشْرًا** خوشخبری لے کر **بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦٓ** یعنی ہوائیں کیا کرتی ہیں **بُشْرًا** خوشخبری لے کر آتی ہیں **بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهِۦٓ** یعنی اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوشخبری دے کر بھیجتا ہے تو رحمت سے مراد کیا ہے بارش تو بارش سے پہلے ہوائیں چلتی ہیں اور وہ علاقے جہاں پہ بیماری پھیلی ہوئی ہے، زمین قحط زدہ ہے، زمین پانی کی پیاسی ہے انسان اور جانور پیاس سے بلک رہے ہیں گرمی کا موسم ہے اور بہت سی وجوہات تو اس میں کیا ہے جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس وقت لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ اب بارش کی آمد آمد ہے یہ ہے یہاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کہ کس نے ہواؤں کو بھیجا بارش کے آگے رحمت بنا کر **أَءِلَٰهٌ مَّعَ ٱللَّهِ ۚ** کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی یہ کام کرتا ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ اے انسان تو غور و فکر تو کر کہ یہ تیری ضروریات زندگی کون پورا کرتا ہے ہواؤں کا چلنا اور پھر بارش کا برسنا تو تمہارے معبود تو یہ ضرورت پوری نہیں کرتے صرف اللہ تعالیٰ **تَعَٰلَى ٱللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ** وہ اللہ بہت بالا اور برتر ہے کون ؟ جو کہ خالق ہے سب سے پہلے کیا پڑھا آپ نے **أَمَّنْ خَلَقَ** کہ جس نے پیدا کیا پھر کیا ہے وہ اللہ **أَمَّن جَعَلَ ٱلْأَرْضَ قَرَارًا** اور بہت سی اس کی نعمت کے کرشمے پھر وہ اللہ جو کہ کیا کرتا ہے **أَمَّن يُجِيبُ ٱلْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ ٱلسُّوٓءَ** (کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جبکہ وہ اُسے پکارے اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟) وہی تو اللہ ہے۔ **أَمَّن يَهْدِيكُمْ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ** (اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے) وہ اللہ ہی تو ہے۔ **وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ** (اور وہ جو بارش سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے) تو وہ اللہ کون ہے؟ **تَعَالَى اللَّهُ** بہت بالا اور برتر ہے پھر لوگ کیسے شرک کرتے ہیں پھر کیسے اپنے جیسے انسانوں کے آگے جھکتے ہیں پھر مختلف آستانوں پر جا کر وہ سر جھکاتے ہیں پھر وہ کیا کرتے ہیں کبھی فرشتوں کو، کبھی جنوں کو، کبھی انبیاء کو، کبھی اولیاء کو اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں یا پھر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے پاس ماضی اور حال کا علم ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں وہ اللہ بہت پاک ہے بلند ہے برتر ہے **عَمَّا يُشْرِكُونَ** اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں پھر پانچواں سوال ہے اور بہت اہم ہے

آیت نمبر 64۔ أَمَّنْ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

ترجمہ۔ اور کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (اِن کاموں میں حصہ دار) ہے؟ کہو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو

أَمَّن يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ اور وہ کون ہے **مَّن** وہ کون ہے **يَبْدَؤُا۟** اِبْتَدا کرتا ہے **ٱلْخَلْقَ** خلق کی تخلیق کی **ثُمَّ يُعِيدُهُۥ** پھر وہ اس کا اعادہ کرتا ہے اب آپ دیکھ لیں کہ سادہ سی بات جس کو ایک جملے میں بیان کیا اور اس کے اندر تفصیلات کا ایک سمندر ہے آپ اس کی گہرائی میں جتنی اُترتی چلی جائیں گی اتنے زیادہ **وجودِ الٰہی** اور **وحدتِ الٰہی** کے آپ کو دلائل ملتے چلے جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ ایک خدا ہے اس کی خالقیت کے اور الوہیت کے دلائل کائنات میں بکھرے پڑے ہیں تو آپ دیکھ لیجئے کہ انسان کہاں سے

آیا اور کہاں جائے گا اس کی ابتدا کیا ہے اس کی انتہا کیا ہے **أَمَّن يَبْدَؤُاْ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ** اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں تم اس پر غور تو کرو اور پھر غور کرتے کرتے تم کیا کرو اللہ تعالیٰ کو تم پالو تو گویا کہ انسان کی پیدائش **ثُمَّ يُعِيدُهُ** سے مراد قیامت والے دن کی دوبارہ زندگی ہے اور کون ہے جو تم کو رزق دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے اس کے کیا معنی ہیں کہ آسمان سے بارش نازل کر کے پھر کیا ہوتا ہے کہ زمین کے اندر سے مخفی خزانے ابلنے لگتے ہیں ابھی آپ نے پڑھا **وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ** آسمان سے جب بارش ہوتی ہے تو زمین **ذَاتَ بَهْجَةٍ** بن جاتی ہے بڑی رونق والی ہو جاتی ہے اسی طرح آپ نے پیچھے 19 جز میں بھی یہ بات پڑھی تھی کہ اللہ رب العزت آسمان سے کیا کرتے ہیں کہ **ٱلَّذِى يُخْرِجُ ٱلْخَبْءَ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ** کہ وہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتے ہیں کہ آسمان سے بارش نکلی زمین سے کیا ہوا کہ پھر کھیتی اور زمین سے مختلف اجناس اگتی ہیں کبھی گیس، کبھی معدنیات، کبھی تیل مختلف چیزیں تو بہرحال یہاں پر بھی اللہ تعالی ایک سوال ہے جو میرے اور آپ کے سامنے رکھ رہے ہیں کہ وہ کون ہے جو تمہیں آسمان سے رزق دیتا ہے اور زمین سے ، تو یہاں پر انسان کو خوراک کے جتنے بھی مراحل ہیں ،خوراک کی پیدائش کے جو عوامل ہیں ان پر غورو فکر کی دعوت دی جا رہی ہے اور آپ دیکھیں کہ اگر زمین کے اندر روئیدگی کی صلاحیت نہ پائی جاتی ہو تو آسمان کی بارش فائدہ نہیں دے سکتی اگر زمین کے اندر روئیدگی تو ہو لیکن بیج اگنے والا نہ ہو کیونکہ مٹی کی تاریکی ہی میں بیج کی نشو نما ہوتی ہے لیکن بہت سے بیج کسان پھینکتا ہے لیکن چند ہی اوپر آتے ہیں وہ پھل کر پھول کر اسی طرح سورج کی روشنی یہ بہت بڑا عامل ہے پھر اسی طرح ہوائیں یہ بہت بڑا عامل ہیں پھر پہاڑوں کی بلندی یہ بہت بڑا عامل ہے تب کہیں جا کر انسان و حیوانات کو رزق میسر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ ان سمندروں میں، اس سورج میں، ان ہواؤں میں، ان پہاڑوں میں، اس زمین کی پیدائش میں، یہ رزق کی فراہمی میں کیا تمہارے معبودوں کا بھی کوئی دخل ہے جیسے وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فلاں بت ہوائیں لے کر آتا ہے فلاں معبود روزی کا مالک ہے فلاں جو مجسمہ ہے اس سے ان کو یہ فائدہ ہوتا ہے فلاں داتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رازق کون ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ **أَءِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ** کیا اللہ کے سوا کوئی اور بھی ان کاموں میں شریک ہے **قُلْ هَاتُوا بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ** کہو لاؤ کوئی برهان کوئی دلیل اگر تمہارے پاس کوئی ہے اگر ہو تم سچے تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر برهان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور برهان جو ہے یہ عام دلیل کو نہیں کہتے بلکہ وہ خاص دلیل جس کو دیکھ کر لوگ ششدر رہ جائیں یعنی وہ دلیل جس کے بعد لوگ خاموش ہو جائیں تو اللہ نے کائنات سے دلائل دیئے یہ سارے دلائل ، پہاڑ نظر آتے ہیں زمین نظر آتی ہے ہوائیں محسوس کرتے ہیں رزق انسان کھاتا ہے پیتا ہے اس کا استعمال کرتا ہے اسی طرح پھر سب سے بڑھ کر انسان کا اپنا وجود کتنی بڑی برهان ہے کہ کچھ بھی نہیں تھا حقیر سا پانی کا نطفہ پھر اس سے جیتا جاگتا انسان بن کر کھڑا ہو جاتا ہے پھر انسان ختم ہو جاتا ہے پھر اللہ اس کو دوبارہ کھڑا کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اے شرک کرنے والوں اگر تمہارے پاس بھی کوئی برهان ہے تو مجھے لا کر دکھاؤ اور ابھی آپ نے پہاڑوں کو دیکھا کس طرح سے پوری اس کی پاور پوائنٹ آپ نے دیکھی تو اس سے بھی کیا بات پتہ چلتی ہے کہ عین الیقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کیا کہا **قُلْ هَاتُواْ بُرْهَٰنَكُمْ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ** اگر اپنے شرک میں سچے ہو اگر اپنے معبودوں کو اللہ کے ساتھ شریک کرنے میں سچے ہو اور جنوں کو اور نبیوں کو اور اپنے ولیوں کو اور اپنے جیسے انسانوں کو تو پھر لاؤ کوئی برهان۔

آیت نمبر 65۔ قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ٱلْغَيْبَ إِلَّا ٱللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

ترجمہ۔ اِن سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا، اور وہ نہیں جانتے کہ کب وہ اٹھائے جائیں گے

پانچ سوال پیش کرنے کے بعد اللہ تعالی نے جواب کیا دیا ہے ان سے کہو **لَا يَعْلَمُ** نہیں علم رکھتا **مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ** وہ جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ علم نہیں رکھتا کس چیز کا **ٱلْغَيْبَ** غیب کا، پوشیدہ کا پھر کون رکھتا ہے **إِلَّا ٱللَّهُ ۚ** مگر اللہ **وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ** اور وہ نہیں جانتے کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے تو آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ رب العزت نے جواب میں ایک بات کو پیش کیا ہے اوپر تخلیق ، تدبیر ، رزاقی اس کے اللہ تعالیٰ نے دلائل دیئے کیوں؟ ایک الہ ہے الہ واحد وہی عبادت کے مستحق ہے اور اب یہاں پر اللہ کی ایک اور صفت بتائی جارہی ہے اور وہ صفت کیا ہے کہ علم کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ لا شریک ہے **لَّا يَعْلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ** آسمان اور زمین میں جو بھی مخلوقات ہیں آسمانوں میں کون ہیں فرشتے ، اہل مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے اور پھر جیسے کہ جن جو نظر نہیں آتے اوپر ہیں نیچے ہیں جہاں کہیں بھی پھر اسی طرح زمین میں جیسے کہ انبیاء اب انبیاء چلے بھی گئے دنیا سے اور اس کے باوجود بھی لوگ کیا کرتے ہیں کہ اُس زمانے میں بھی وہ نبیوں کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک کرتے تھے جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور یا پھر انسان اولیاء کو جو زمین میں اگر کوئی بہت نیک ہے اچھا ہے خواہ وہ زندہ ہے خواہ وہ قبر میں مدفون ہے تو کبھی داتا گنج بخش اور کبھی شیخ علی ہجویری اور کبھی کسی کو مشکل کشا اور کسی کو غوث اعظم اور جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا لوگ کہتے ہیں۔ تو جن کو سمجھتے ہیں کہ بہت ہی نیک ہیں تو ساتھ ہی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہماری مشکلیں آسان کر سکتے ہیں اور پھر اپنے جیسے انسان ، جیسے بعض اوقات کسی کے پاس بھی زیادہ علم نظر آتا ہے بہت ہی نیک نظر آتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس تو علم ہے آپ ہمیں بتائیں آپ تو حقیقت کا علم جانتے ہیں تو یہاں پہ اللہ تعالیٰ کیا بتا رہے ہیں کہ کوئی انسان ہے یا غیر انسان ہے کوئی فرشتہ ہے یا جن ہے کوئی عام انسان ہے یا نبی ہے یا ولی ہے کوئی بھی غیب کا علم نہیں جانتا اس کائنات کی کوئی چیز بھی وہ نہیں جانتا وہ ماضی سے متعلق ہے یا حال سے متعلق ہے یا مستقبل سے متعلق ہے کوئی نہیں جانتا کیونکہ غیب کہتے ہی پوشیدہ اور مستور کو ہیں ہر وہ چیز جو معلوم نہ ہو (اس چیز تک جو معلومات کے ذرائع ہیں ان کی رسائی نہ ہوتی ہو) دنیا میں بہت سے چیزیں ہیں جس تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی جیسے مثلاً سائنس کی تحقیقات اب سامنے آ رہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے پردۂ غیب سے اتنے سال پہلے ہمارے سامنے رکھ دیں ہمارے ہاں آج بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ استخارہ سے غیب کا پتہ چل سکتا ہے استخارہ کا یہ مطلب نہیں ہے استخارہ باب استفعال سے ہے یعنی خیر طلب کرنا ہم اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ دو چیزوں میں سے اس چیز کے اندر جو خیر ہے وہ ہمیں دے دے اگر اس کے اندر کوئی شر چھپا ہوا ہے تو اس کو ہم سے ہٹا دے ہمیں اس سے دور کر دے اصل میں استخارہ سے بھی غیب کا پتہ نہیں چل سکتا اسی طرح بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں کے پاس کوئی جن ہے تو اس سے پتہ چل سکتا ہے یہ بھی غلط بات ہے کہ جن بھی غیب کا علم نہیں جانتے نبی بھی نہیں جانتے آپ نے پیچھے ابھی پڑھا اور اس کے علاوہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ دیکھ کر غیب کا پتہ چل سکتا ہے ستارے بولتے ہیں یہ ہفتہ کیسا رہے گا تو یہ ساری چیزیں یہ مشرکانہ افعال ہیں کوئی نہیں جانتا اور اللہ تعالیٰ قرآن میں بار بار کہتے ہیں کہ عالم الغیب کی جو صفت ہے یہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے مخصوص ہے **وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ**(59۔ سورت الانعام) پھر اسی طرح آپ دیکھئے کہ سورت لقمان آیت 34

میں اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (34)** اللّٰہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ ہی بارش نازل کرنے والا ہے اور وہ ہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم میں کیا پرورش پا رہا ہے اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائی کرے گا اور کسی متنفس کو خبر نہیں ہے کہ کس سرزمین میں اس کو موت آئے گی آپ نے پہلے آیت الکرسی پڑھی ہے اس میں بھی آپ نے یہ بات پڑھی کہ **يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ** (255- سورت البقرة) تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کوئی بھی نہیں جانتا اب آپ دیکھیں کہ **مفہوم حدیث** ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول اللّٰہ جانتے ہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے اس نے اللّٰہ پر سخت جھوٹا الزام لگایا کیونکہ اللّٰہ تو فرماتا ہے کہ اے نبی تم کہہ دو کہ غیب کا علم اللّٰہ کے سوا آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے کسی کو بھی نہیں ہے۔ **مفہوم حدیث** اسی طرح ایک شخص نے پوچھا رسول اللّٰہ ﷺ سے اے محمد ﷺ قیامت کب آئے گی اور ہمارے علاقے میں قحط برپا ہے بارش کب ہوگی اور میری بیوی حاملہ ہے وہ لڑکا جنے گی یا لڑکی اور یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں نے آج کیا کمایا ہے کل میں کیا کماؤں گا اور یہ تو مجھے معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا ہوں ؟ مروں گاکہاں؟ ان سوالات کے جوابات میں رسول اللّٰہ ﷺ نے سورت لقمان کی آیت 34 کی تلاوت کی کیوں اس لئے کہ اللّٰہ تعالی جانتا ہے۔ آپ کو مشہور حدیث جبرائیل بھی آتی ہوگی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں جب آئے تھے تو انہوں نے مختلف سوالات پوچھے تھے ان میں سے ایک سوال کیا تھا قیامت کب آئے گی تو حضور ﷺ نے جواب دیا تھا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ خود پوچھنے والے سے زیادہ اس بارے میں کوئی علم نہیں رکھتا۔ تو یہ ہے بات کہ **وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ** انہیں کچھ نہیں پتہ کہ وہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے اس کا مطلب کیا ہے کہ ان لوگوں کو کچھ بھی نہیں پتہ کہ قیامت کی گھڑی کب آئے گی اور اللّٰہ تعالیٰ ان کو دوبارہ کب اٹھا کر کھڑا کر دے گا

آیت نمبر 66۔ بَلِ ٱدَّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِى شَكٍّ مِّنْهَا ۖ بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ

ترجمہ۔ بلکہ آخرت کا تو علم ہی اِن لوگوں سے گم ہو گیا ہے، بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ یہ اُس سے اندھے ہیں

بَلِ ٱدَّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ بلکہ آخرت کا علم ہی ان لوگوں سے گم ہو گیا ہے **بَلْ هُمْ فِى شَكٍّ مِّنْهَا** بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں **بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ** بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں اب آپ دیکھیں کہ دلائل توحید کے آخرت کے دینے کے بعد اللّٰہ تعالیٰ ایک بات کو نچوڑ کے طور پر سامنے رکھ رہے ہیں کہ پھر جب لوگوں کے پاس کوئی برھان ہے بھی نہیں پھر وہ الوہیت کے بارے میں غلطی کیوں کرتے ہیں وہ اللّٰہ کے ساتھ شرک کیوں کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟ تو اصل بات کیا ہے کہ ان کا جو علم ہے آخرت کے وقوع کا وقت جاننے سے عاجز ہے اصل میں یہاں پہ کیا ہے **بَلِ ٱدَّٰرَكَ** اور یہ جو لفظ ہے اس کے معنی کیا ہوتے ہیں **(د ر ک)** یہ سمندر کی تہہ کو بھی کہتے ہیں جہنم کی تہہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں مثلاً جیسے سمندر کی تہہ میں نیچے اترنے کے لئے رسی سے رسی باندھی جاتی ہے تاکہ اس کے ذریعے تہہ تک پہنچا جائے تو رسی کیا ہے ؟ رسی ایک ادراک ہے رسی کے ذریعے ادارک حاصل کیا جا رہا ہے کسی چیز کا ، تحقیق حاصل کی جا رہی ہے کسی چیز کی تہہ کو حاصل کیا جا رہا ہے تو اب یہاں پر **ادّٰرَکَ** ایک اس کے معنی کیا ہیں تکامل کے۔ تکامل کامل سے ہے مکمل ہونا، کمال حاصل ہونا تو مفسرین کیا کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ قیامت کے دن سب کچھ اپنی آنکھوں سے

دیکھ رہے ہوں گے آخرت پر ان کو یقین کامل ہوگا یہاں پر **بَلِ ٱدَّٰرَكَ** کے معنی کیا ہیں تکامل کے ،یقین کامل کے کہ آخرت میں ان کو یقین کامل ہوگا مگر بے فائدہ کیوں آنکھوں سے دیکھ کر تھوڑی آخرت پر ایمان لانا تھا اب تو وہ کہیں گے کہ ہمیں دنیا میں بھیج دیجیے ہمیں ایمان لانے کی مہلت دے دیجئے لیکن اللہ تعالیٰ کہیں گے جو میری طرف ایک دفعہ بھیجا جاتا ہے اس کو واپس نہیں بھیجا جاتا تو یہاں پر معنی کیا ہیں کہ ان کے پاس جو ہے وہ علم تکامل ہے **عِلْمُهُمْ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ** آخرت میں لیکن بے سود دوسرے معنی یہاں پر **بَلِ ٱدَّٰرَكَ** کے معنی انکار کے ہیں، تھکنے کے ہیں، گم ہو جانے کے ہیں اس سے مراد کیا ہے ؟ مثلاً بعض اوقات انسان کیا کرتا ہے کہ کڑیاں سے کڑیاں ملاتا ہے جیسے تحقیق کرتا ہے اور آپ دیکھیں کہ یہاں پر بہت سے لوگ ہیں بہت پڑھے لکھے ہیں لیکن اب ان کا اللہ پر یقین ہی نہیں ہے تو راستے کو ہی کھو دیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کیسے تھے

؎ براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہَوس چھُپ چھُپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں
؎ سو خداوند ملے ایک سے ایک سجدہ طلب
آدمی سخت مراحل سے خدا تک پہنچا

وہ تو ستارے سے چاند سے سورج سے اللہ تک پہنچ گئے لیکن بعض لوگ کیسے ہیں آپ دیکھیں یہاں پر مغرب کے ممالک میں بعض مسلمان گھرانوں میں بھی اب ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں کہ وہ اللہ کو مانتے نہیں وہ کہتے ہیں کسی چیز کا کوئی وجود نہیں ہے میری ایک طالبعلم امریکہ میں تھی ان کے بھائی پی ایچ ڈی ڈاکٹر اور بہت زیادہ سائنس میں پڑھے ہوئے تھے اور لیکن وہ کہتی تھی کہ اب وہ منکر ہوگئے خدا کے بھی منکر ہوگئے تو بعض گھروں میں اب آپ سوچیں کہ کتنی زیادہ یہ افسوس کی بات ہے تو ایسے لوگ جو دہریئے ہو جاتے ہیں تو یہاں پر کیا ہے کڑیوں سے کڑیاں ملائیں انتہا حاصل کرنے کے لئے لیکن انتہا کو پہنچ کر گم ہو گئے گویا کہ تھک گئے یعنی مزید آگے جانا چاہتے تھے لیکن وہ تھک گئے تو یہاں پر آپ غور کریں گی مختلف جو قرآن میں آپ **ٱدَّٰرَكَ** کا ترجمہ پڑھیں گی تو کسی نے اس کا ترجمہ کیا کہ ان کا علم ختم ہو گیا کسی نے کہا کہ آخرت کا علم ہی ان لوگوں سے گم ہو گیا۔ ابنِ کثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ لوگ عاجز ہیں، عاجز آگئے اس کے معنی کیا ہیں ؟ اس کے معنی یہ ہیں کہ آخرت کب ہوگی وہ اس کا وقت جاننے سے عاجز ہیں آخرت کا علم کیسا ہے کہ اس کو وہ کچھ نہیں جانتے تو پھر ہمیں آخرت کا علم لینے کے لئے کون سی رسیاں چاہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام (فرشتہ) کے ذریعے پیغمبر تک بات پہنچی انبیاء کے ذریعہ پھر قرآن ہم تک آیا پھر قرآن کے ذریعے ہمیں آخرت کا علم پتہ چلتا ہے تو یہ ہے کہ ان لوگوں سے تو آخرت کا علم گم ہو گیا تو آخرت کا علم ہمیں حاصل کیسے ہو سکتا ہے ؟ قرآن کو کھول کر پھر ہی ایمان لا سکتے ہیں لیکن چونکہ انہوں نے نبی کا انکار کیا قرآن کا انکار کیا آخرت کا انکار کیا توحید کا انکار کیا کائنات میں بکھرے ہوئے دلائل کا انکار کیا اب اس کی وجہ سے نمبر 1- وہ تھک چکے ہیں، وہ عاجز آ چکے ہیں، ان سے علم گم ہو چکے نمبر 2- **بَلْ هُمْ فِى شَكٍّ مِّنْهَا** بلکہ یہ اس کی طرف سے شک میں ہیں اب شکوک کی کیفیت میں نمبر 3- **بَلْ هُم مِّنْهَا عَمُونَ** بلکہ یہ اس سے اندھے ہیں تو اصل وجہ کیا ہے کہ مشرک ہیں اس لئے کہ دہریئے ہیں اس لئے کہ شک میں رہتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ مر کر مٹ جانا ہے اور پھر کوئی حساب کتاب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ یہ بات بتا رہے ہیں کہ عقل کے گھوڑے دوڑا کر پتہ نہیں کیا جا سکتا کہ آخرت کب آئے گی قیامت کب آئے گی وحی الٰہی پر ایمان لاکر ہی آخرت کا علم حاصل ہو سکتا ہے لیکن ایک بات یاد رکھیں کہ انبیاء کو بھی پتہ نہیں تھا کہ آخرت کب آئے گی قیامت کب آئے گی جب وہ لوگ کہتے تھے **مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ** تو حضرت رسول اللہ ﷺ اس کا کیا جواب دیتے تھے **إِنَّمَا**

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ کہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ اللہ کے پاس اس کا علم ہے تو اب آپ دیکھیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچے کا پتہ چل جاتا ہے کہ کیا پیدا ہونا ہے لڑکا یا لڑکی مشینیں غلط ہو جاتی ہیں پھر آپ دیکھیں یہ نہیں پتہ چلتا کہ بچہ صحیح اور سالم ہے کہ نہیں اس کی صلاحیتیں کیسی ہیں وہ کتنا جئے گا کب مرے گا یہ سب باتیں تو کوئی نہیں پتہ چلتیں تو یہ کون بتاتا ہے؟ صرف اللہ تعالیٰ۔ میڈیا اعلان کر رہا ہے کہ بہت زیادہ برفباری ہونے والی ہےاور ہوتی نہیں نمک سارا ختم ہو جاتا ہے دکانوں سے اور بھی بہت سی باتیں میڈیا اور سائنس تحقیق کر کے سامنے لاتی ہے پھر کچھ عرصے بعد کہتی ہے کہ نہیں وہ بات غلط تھی جو فلاں سائنس دان نے کہی تھی اب یہ بات ہے پھر کچھ عرصے بعد اس کی نفی ہو جاتی ہے تو اصل بات کیا ہے کہ یہ اس سے اندھے ہیں کس سے اندھے ہیں؟ آخرت پر ایمان لانے سے اللہ پر ایمان لانے سے ایک اللہ کی بندگی کرنے سے اور پھر آخرت کی تیاری کرنے سے یہ اندھے ہیں تو یہاں پہ اندھے ہونے کے معنی کیا ہیں دل اندھے ہوتے ہیں تو آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ آنکھیں اندھی ہوتی ہیں تو دل اندھے ہوتے ہیں لوگ توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتے۔